نرگسیت Narcissism

بسم اللہ الرحمن الرحیم
رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک۔
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضاء۔

آج بعد نماز فجر جناب علامہ سلمان ندوی صاحب کا یہ کھلا خط بذریعہ وہاٹساپ موصول ہوا جس میں مفتی زید صاحب مظاہری دامت فیوضہم کی ایک تحریر پر رد کیا گیا ہے. اولا تو میں یہ طے نہیں کر سکا کہ سلمان ندوی صاحب "رفع" نزاع باہمی سے نزاع باہمی کو اٹھانا مراد لیا ہے یا نزاع باہمی کو ختم کرنا؟ اس لیے کہ ان دنوں موصوف کی فارغ البالی اور مخصوص نوعیت کا جذبہء خدمت دین دیکھ کر رفع نزاع باہمی خود بھی سہا ہوا سا لگ رہا ہے.

مولانا موصوف کی تحریر و تقریر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے حادثاتی طور پر کچھ زیادہ کتابیں پڑھ لیں جو کہ ان سے سنبھل نہیں پارہی ہیں اور اب مولانا موصوف "اپنا" صغریٰ کبری جوڑ کر اپنا خود کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں انہیں ایجابِ صغریٰ اور کلیہ کبری سے کوئی سروکار نہیں انکی سوچ اس دریا کی سی ہے جسے اسکا قطعی علم نہ ہو کہ کرہ ارضی کا ایک ٹکڑا پیاسا ہے اور دوسرا اسکی تری سے بےزار، فکری اعتدال نے موصوف کا ازل سے کچھ نہ بگاڑا، انکی فکر ایک مخصوص سمت پر چلتی ہے اور وہ اسے حرف آخر منوانا چاہتے ہیں۔

موصوف کی اس سیمابی طبیعت کو دیکھ برملا یہ شعر زبان زد ہوتا ہے:
عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے
حضور والا جب ظرف نہیں تو پینا کیوں..؟؟؟

اُدھر اہل دیوبند ""سب جام بکف بیٹھے ہی رہے... ہم پی بھی گئے چھلکا بھی گئے""
کے مصداق لگتے ہیں.

بہر کیف....
گذشتہ تحریر و تقریر اور 2 مارچ 2019 کی اس حالیہ تحریر میں بھی موصوف نے صرف اس طبقے کو قوت بخشی ہے جنہیں یا تو علم اور مطالعے سے اللہ واسطے کا بیر ہے یا جنہیں علم کی جھوٹی کہانی سنا کر عربی انگریزی کے کچھ ترجمے رٹوائے گئے اور مدرسے کی چہاردیواری میں بیٹھ کر چند امور کا نام "وسعت" چند کا "تنگ نظری" اور چند کا نام "اعتدال" رکھ لیا اور اسے تھوپنے پر تشدد کرنے لگے اور انہیں بھی اسکی تنفیذ پر لگا دیا.
علامہ موصوف ایک طرف کہتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند مرحوم ہوچکا اور اسکی قبر پر فاتحہ خوانی کی تشکیل بھی کرتے ہیں اور حالیہ دارالعلوم دیوبند کو نقلی اور مردہ قرار دیتے ہیں جبکہ مولانا موصوف 2011 میں امام حرم عبدالرحمن السدیس کی آمد پر دارالعلوم دیوبند حاضر ہوکر اسی نقلی اور مردہ دارالعلوم دیوبند میں خطاب فرماتے ہیں اور مولانا ارشد مدنی صاحب کو امیر المسلمین فی الہند کے لقب سے نوازتے ہیں...
مولانا..!! ذرا مزاج میں توقف پیدا فرمائیں عالیہ ثالثہ کے طالب علم کی طرح کب تک گفتگو کریں گے..؟؟ یہ کوئی کمپیوٹر گیم نہیں ہے جہاں جیسے من چاہا کھیل لیا آپ طے کیجیے کہ وہ قول و عمل کیا تھا.؟ اور یہ کیا ہے؟؟؟
کیا اُس وقت تک دارالعلوم دیوبند کی روح پوری طرح پرواز نہیں کر پائی تھی؟؟
کیا اُس وقت تک اس دارالعلوم دیوبند کے نقلی ہونے کا کچھ پروسیس رہ گیا تھا؟؟؟
کذب و تقیہ اس وقت کررہے تھے یا اب کررہے ہیں؟؟

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح کی وفات 1957 میں ہوئی، تحریر میں "اشارۃً" علامہ موصوف نے حضرت مدنی کی موجودگی تک دارالعلوم دیوبند کو اصلی اور زندہ گردانا ہے... اور اس دیوبند کو لائق اقتدا مانا ہے.

اب چند سوالات پیدا ہوتے ہیں.

1. موصوف نے لکھا کہ 1894 سے 1927 تک ملک بھر میں ندوۃ العلماء کے اجتماعات ہوتے رہے جس میں اہل علی گڑھ، اہل حدیث، صوفیاء نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا آگے لکھتے ہیں "" بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑگئی"" . مولانا موصوف یہ واضح کریں کہ اس وقت "اصلی دیوبند" کے مسلک سے علیحدگی کرکے آپکا ندوۃ صحیح تھا یا غلط؟؟؟

جب اصلی اور زندہ دارالعلوم ہی سے ندوۃ جڑنے کو راضی نہیں ہوا اور اس وقت ہی اصلی دارالعلوم سے وحشت رہی تو آج کے "نقلی اور مردہ دارالعلوم" سے توحش کیوں کر قابل ذکر امر ہوا..؟؟؟

ثانیاً یہ کہ اس وقت کا دارالعلوم دیوبند کا بقول آپکے، ندوے کا بائیکاٹ کرنا صحیح تھا یا غلط؟؟؟

مولانا..!! معلوم ہوا کہ آپ کے گوناگوں اجتہادات آپکے معدے کی پرت پر کچھ اس طرح پر اثر انداز ہوئے ہیں کہ آپکو اپنے زعم کے اعتبار سے نہ "اصلی دیوبند" حلق سے نیچے اترا اور "نقلی دیوبند" کو بھی کچھ نگلتے اگلتے موصوف نے بالآخر اگل ہی دیا. اور اب علامہ نے کلہاڑا تھام لیا ہے کہ شروعات نقلی کے نام پر کی جائے پھر آگے کارواں بنتا گیا تو اصلی کو بھی اکھاڑنے سعی ہوگی. 2 مارچ 2019 اس تحریر میں اس پیش قدمی کی عکاس ہے اور اب مولانا موصوف نقلی سے اصلی کی طرف رواں دواں ہیں.

2.اصلی دیوبند فقہ حنفی پر قائم تھا اور اب بھی ہے لیکن سلمان صاحب کا ندوۃ کی بنیاد حنفی شافعی دونوں پر ہے.... مالکیہ اور حنابلہ نہ جانے کس آسیبی اثر کا شکار ہوئے کہ ندوے سے خارج کر دیے گئے.

3. "اصلی دیوبند" خالص ماتریدیہ اور اشاعرہ کے مسلک پر ہے اور عقائد سلفیت سے کلیۃً بیزار ہے (حضرت امام نانوتوی، حضرت رشید احمد گنگوہی، امام انور شاہ الکشمیری، حضرت تھانوی، حضرت مدنی وغیرہ وغیرہ اساطین کی تحریرات اس پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں) لیکن سلمان ندوی صاحب کا ندوہ اس "اصلی دارالعلوم دیوبند" کے مسلک کے خلاف "سلفی" بھی ہے.

(نوٹ: یہ فلسفہ اتحاد کی بڑی ہی بھونڈی مذاق اڑاتی تصویر ہے کہ سلفیوں کو بھی یارانے میں شامل کر لیا ہے جبکہ سلفیوں کے عقائد، خلق قرآن، جہت باری تعالیٰ، حوادث لا اول لہا، ازلیت کرسی، میں کلیۃً اہل سنت والجماعت سے الگ ہیں، سلفیہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں تشبیہ و تجسیم کے قائل ہیں، نزولِ باری کو اسکے حقیقی معنی پر محمول کرکے اسکا ذات باری پر انطباق بھی کرتے ہیں... لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

4. مولانا موصوف آگے لکھتے ہیں کہ مولانا علی میاں ندوی رح مودودی صاحب سے وابستہ رہے اور انہیں ندوہ بلایا اور تقریر کروائی اور مودودی صاحب کی وفات پر تعزیتی جلسہ ہوا.

یہ عمل بھی اصلی دارالعلوم دیوبند کے منہج سے مختلف ہے اس لیے کہ اصلی دیوبند کے جس ستون کی دہائی دیتے ہوئے موصوف نے کاغذ سیاہ کیے ہیں وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے مودودی صاحب پر قدغن لگائی اور انہیں اہل سنت والجماعت سے خارج گمراہ ضال مضل اور قادیانی کے ہم پلہ قرار دیا. اسکے بعد شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رح نے فتنہ مودودیت لکھ کر مودودی صاحب کے فتنہ ہونے پر مہر لگا دی.(دیکھیے مکتوبات مولانا حسین احمد مدنی صاحب رح، بسلسلہ مودودی جماعت)

5. جیسا کہ اوپر عرض کیا مولانا موصوف نے حادثاتی طور پر کتابیں کچھ زیادہ پڑھ لیں جوکہ ان سے سنبھل نہیں رہیں اب ہوا یوں کہ رکشہ ڈرائیور کو ٹرک چلانے کے منصب پر فائز کردیا جائے تو ظاہر ہے کہ راہ چلنے والوں کے حق میں اسکے نتائج قابل تحسین تو کبھی نہ نکلیں گے... اگر قوت ہضم (Digestive Metabolism) درست نہ ہو اور معدہ متحمل نہ ہو تو اطباء کثرت طعام کو منع کرتے ہیں اور ثقیل چیز سے کلیتہ پرہیز کا مشورہ دیتے ہیں ورنہ نتیجۃً مریض قے کرے گا جس سے شدید قسم کی سڑاند بھی پھوٹے گی....

یہی مولانا موصوف کے ساتھ بھی ہوا کہ جو پڑھا اسکے صغریٰ کبری ملانے اور حد اوسط کے سمجھنے میں غلطی کردی اور شدید ترین غلطی کردی اور یوں ایک پانچوے مسلک کی دعوت بھی دے ڈالی اور یہ مسلک ہے مسلکِ ولی اللہی... کل کو علامہ صاحب کا کوئی مرید بغلیں بجاتے ایک چھٹے مسلک "مسلک سلمانی" کی دعوت دیتا نظر آئے گا اور وہ چھٹا مسلک 1400 سال کا سب سے معتدل مسلک ہوگا اور اس مرید کا مرید ساتویں مسلک کا علم بردار ہوگا اور وہ مسلک بھی اقرب الی النصوص اور الصق بالاعتدل ہوگا اور پھر ان مسالک کی باڑ آئے گی جو قیامت کی تیسری شام تک بھی شاید ختم نہ ہوگی.
بہر کیف علامہ صاحب کا بیان کردہ مذکورہ طرز جہاں ایک طرف اصلی اور زندہ دیوبند کے خلاف ہے وہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی فکر کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ حضرت شاہ صاحب رح خود کو مسلک اربعہ میں مقید رکھتے تھے(دیکھیے العقد الجید) جبکہ سلمان ندوی صاحب ایک پانچوے مجتھد کی آراء کو اپنا مسلک باور کروا رہے ہیں.

6. آگے فرماتے ہیں :ندوۃ العلماء نے "ماتریدی، اشعری، سلفی نظریات میں تطبیق کے ساتھ آزادانہ اجتہاد کی ترجمانی کی ہے"...
سوال یہ ہے کہ اس آزادانہ اجتہاد کی اجازت میں حکمت کیا ہے؟؟ اگر باب عقائد میں بھی آزادانہ اجتہاد کی گنجائش کے ساتھ اتحاد محمود ہے تو معتزلہ مرجیہ جہمیہ کرامیہ قدریہ جبریہ مشبہۃ مجسمہ وغیرہ وغیرہ تمام فرقوں پر پچھلے ایک ہزار سال سے تمام علماء اہل سنت والجماعت رد کیوں کرتے چلے آئے ہیں اور ان ردود کی صرف اہم کتابوں کی محتاط تعداد بھی ہزاروں میں ہے.
شیخ عبد القادر جیلانی رح نے غنیہ میں تمام فرقوں کے نام بھی نقل فرمائے ہیں اور انکی گمراہی کی وجوہ بھی ذکر کی ہیں.

7. موصوف ایک ضدی بچے کی طرح ضد کررہے ہیں کہ ندوہ دیوبند کے فتوے کو سکہ رائج الوقت نہیں مانتا... میرے بزرگ..!! یہ جملہ آپ ہی کے مولانا علی میاں ندوی رح فرماگئے ہیں اور دارالعلوم دیوبند کی جانب سے مودودی صاحب، غیر مقلدین، بریلویوں پر فتوی لگائے جانے کے بعد فرماگئے ہیں.

نیز یہ کہ یہ علامہ موصوف کا یہ قول بھی اصلی دارالعلوم دیوبند کے منہج سے مختلف ہے اس لیے کہ بزعم علامہ موصوف، حضرت مولانا حسین احمد مدنی اصلی دیوبند تھے.... اور حضرت مدنی رح ہی نے خود مودودی صاحب پر قدغن لگائی اور انہیں اہل سنت والجماعت سے خارج گمراہ ضال مضل اور قادیانی کے ہم پلہ قرار دیا.

8. دارالعلوم دیوبند کی عالمیت مولانا موصوف کو بڑا پریشان کیے ہوئے ہے رہ رہ کر علامہ موصوف اس درد سے بلبلا اٹھتے ہیں اللہ انہیں اس کڑے وقت میں صبر، علو ہمتی اور برداشت کی قوت عطاء فرمائے. خیر کافی تیاری اور بڑی سوچ بچار کے بعد موصوف نے سوالنامہ تیار کیا اور ایک انٹرویو ارینج کروایا، اُنیس ندوی کے براد خورد صہیب نے جوکہ ندوے میں زیر تعلیم ہیں انہوں نے اسکی ذمہ داری لی اور اس طرح علامہ دوراں کی کڑی محنت سے 40 منٹ پر مشتمل عالم انسانیت کا " محض ایک سوال والا" پہلا عجیب ترین انٹرویو معرض وجود میں آیا.(اسکرین شاٹ محفوظ ہے)

علامہ صاحب نے پہلے بیان میں دارالعلوم کی عالمیت صرف فتاوی کی قبولیت اور عدم قبولیت کی بنیاد پر اعتراض کیا تھا لیکن موصوف کو شاید خود اس بات پر شرح صدر نہ ہو سکا تو اب کچھ باتیں اور جوڑ دیں اور اب اپنے آپ کو گویا محفوظ محسوس کرنے لگے.

بہر حال..!!! علامہ صاحب پہلے یہ طے فرمالیں کہ کسی بھی ادارے کے عالمی ہونے کا معیار و مقیاس ہے..؟؟ ؟؟ کیا عرب، الجزائر، تیونس، مراقش، انڈونیشیا وغیرہ کی اسلامی تحریکات کا محرک ہونا یہ عالمی ہونے کا معیار ہے..؟؟ ؟

کیا دنیا بھر کی جتنی بھی حق جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں اور جتنے بھی اقسام کے کام ہیں ان تمام میں محرک بنے بغیر کسی ادارے کی عالمیت مخدوش ہے..؟؟؟؟

اگر یہ مفروضہ درست ہے تو لفظ عالمی(انٹرنیشنل) کا اطلاق تاریخ انسانی میں کسی بھی دینی یا غیر دینی ادارے جماعت فرد تنظیم وتحریک پر نہیں کیا جا سکتا.... اللہ کے نبی علیہ السلام اور قرآن کریم پر بھی نہیں بلکہ ذات باری تعالیٰ کی عالمیت بھی آپکے اس پلپلے وہم کی بنا پر خطرے میں پڑ جائے گی.... اس لیے کہ اللہ رب العزت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ماننے والے دنیا میں بہت کم ہیں بلکہ اکثریت نہ ماننے والوں کی ہے... تو پھر علامہ صاحب اللہ رب العزت، اللہ کے نبی اور قرآن مجید کی عالمیت پر کب قدغن لگائیں گے؟؟؟؟؟(نعوذباللہ من ذلک)

یہ اعتراض ان دہریوں کا سا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام نے انسانی دنیا کو کیا دیا؟؟ ساری نئ ایجادات اور انسانی سہولت کی چیزیں تو مغرب ہی بنارہا ہے پچھلے ایک ہزار سال میں یہ کام مسلمانوں نے کیوں نہیں کیا؟؟؟

9. علامہ موصوف صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ 1894 سے 1927 تک ملک بھر میں ندوۃ العلماء کے اجتماعات ہوتے رہے جس میں اہل علی گڑھ، اہل حدیث، صوفیاء اور مشائخ نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا آگے لکھتے ہیں "" بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑگئی"". اگر یہ بات درست ہے کہ ندوہ کی بنیاد دیوبند سے الگ مسلک پر پڑی ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر مولانا علی میاں ندوی رح نے پوری صراحت کے ساتھ یہ بات کیسے کہی کہ ""ہم صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک وہی ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور انکی اولاد و خلفاء کا تھا سید احمد شہید رح اور شاہ اسماعیل شہید رح کا تھا اور جس پر علماء دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی رح، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح، اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح قائم تھے، اور اخیر میں حضرت مدنی حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ الحدیث جس پر تھے."" محترم علامہ صاحب..!! ندوے کو "دیوبند کا ضمیمہ" خود حضرت مفکر اسلام علی میاں ندوی رح ہی بنا گئے ہیں مفتی زید صاحب دامت فیوضہم محض ناقل ہیں لہٰذا ادباً درخواست ہے کہ توپ کا دہانہ پھیر لیں یہ تو ایسا ہی ہوا کہ یہودی حضرت جبریل علیہ السلام سے چڑ بیٹھے تھے کہ یہی ساری آیتیں لیکر اترتا ہے.

10. علامہ موصوف کا دارالعلوم دیوبند کو اصلی اور نقلی یا عالمی اور علاقائی کی تقسیم باور کرانے میں موصوف کے فکر کی سیمابیت یا نفسانیت ملاحظہ ہو...

الف) کبھی تو علامہ کے مطابق عالمی اور اصلی دارالعلوم تب تک تھا جب تک قاری طیب صاحب علیہ رحمہ مہتمم تھے اور دارالعلوم دیوبند تقسیم نہیں ہوا تھا... تو اس حساب سے اصلی اور عالمی دیوبند 1982 تک تھا...
اس حساب سے نقلی کے شوری میں حضرت علی میاں ندوی بھی تھے... تو علی میاں ندوی بھی نقلی اور مردہ دارالعلوم دیوبند کے معین و مددگار بن گئے...

ب) کبھی حضرت علامہ کہتے ہیں کہ اصلی و عالمی دیوبند حضرت حسین مدنی کے دور میں تھا... یعنی 1957 تک... لہٰذا قاری طیب کی حیات و اہتمام والا دیوبند بھی 1957 سے 1983 تک مردہ ہی قرار پایا...

ج) کبھی کہتے ہیں کہ آزادی کے بعد کانگریس نے ظلم کیا تو اگر اصلی دیوبند ہوتا تو کانگریس کی مخالفت کرتا.... تو گویا اب حضرت مدنی کی حیات والا دیوبند بھی اصلی نہ ہوا کہ آزاد ہندوستان اور کانگریس کی حکمرانی میں حضرت مدنی دس سال زندہ رہے... (حضرت مدنی کی وفات سن 1957 میں ہوئی)

د) کبھی کہتے ہیں کہ 1894 سے 1927 تک ندوہ کے جلسہ کا دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا کیونکہ بنیاد ہی مسلک کے اختلاف پر تھی

تو اس جوڑ گھٹاؤ سے آزادی سے پہلے والا دیوبند بھی حیات سے عاری نکلا... بلکہ 1894 سے ہی دیوبند بے جان، غیر عالمی اور نقلی ٹھہرا...

ح) اب آگے بڑھ کر چونکہ دیوبند بھی مسلک ولی اللہی پر قائم ہے تو علامہ موصوف یہ کہتے ہیں کہ ندوہ اصل مسلک ولی اللہی پر قائم ہے... اور دیوبند اس کے خلاف... تحریر میں مسلک ولی اللہی کی ندوی تشریح فرما کر یہ باور کرا گیا ہے کہ دیوبند مسلک ولی اللہی کا محض دعوےدار ہے... عامل نہیں...

تو اب ماشاءاللہ اس صغریٰ کبری کی اٹھا پٹخ سے بالآخر دیوبند اپنے قیام کے روز اول ہی سے نقلی اور غیر عالمی قرار پایا....

دراصل علامہ موصوف اپنے جن اجتہادات کی تکمیل و تنفیذ چاہتے ہیں اسکو ثابت کرنے کے لئے وہ دیوبند کو ناقابل تسخیر دیوار پاتے ہیں... اسکا حل یہ نکالا کہ اپنی مطلب براری کا حصول جہاں تک لکیر کھینچنے سے پورا ہوتا ہے وہاں سے وہ عالمی اور اصلی کی لکیر کھینچ دیتے ہیں... یعنی حضرت کے اجتہادات سے بھرا ٹرک راستے اور مسلک کا پابند نہیں، بلکہ راستے اور مسلک انکے پابند ہیں.

الغرض علامہ موصوف کی باتوں سے معلوم ہوا کہ:

1. علامہ موصوف نہ تو مولانا علی میاں ندوی رح کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی موجودہ ندوے کے مسلک پر، کہ صحابہ پر زبان درازی کرکے موجودہ اہل ندوہ کے مسلک کو بھی جوتے نوک پر دے مارا یعنی قدیم و جدید دونوں ندوے کے مسلک سے بیزار...(اب کہیں علامہ صاحب ندوے میں اصلی نقلی والا جہاد بابرکت نہ چھیڑ بیٹھیں... حضرت سے ڈر ہی لگتا ہے.)

2. علامہ صاحب پہلے دارالعلوم دیوبند کو دو ٹکڑوں میں بانٹ کر اولا صرف نقلی اور مردہ دیوبند کے مسلک سے گریزاں تھے پر اب انکے اجتہاد کا رخ انکے اصلی دیوبند کی طرف بھی نوکیلے دانت نکالے کھڑا ہے لہذا انہوں نے اصلی اور زندہ دیوبند کے مسلک سے بھی بیزاری کا اعلان کردیا جیسا کہ موصوف کی تحریر میں صاف لکھا ہے کہ 1894 سے 1927 تک ملک بھر میں ندوۃ العلماء کے اجتماعات ہوتے رہے جس میں اہل علی گڑھ، اہل حدیث، صوفیاء اور مشائخ نے شرکت کی لیکن دیوبند نے خاموش بائیکاٹ کیا آگے لکھتے ہیں """ بنیاد و اساس ہی مسلک کی علیحدگی پر پڑگئی""" ....

3.باب فقہ میں ندوۃالعلماء تقلید شخصی کا قائل نہیں ہے بلکہ محض تقلید مطلق پر عامل ہے. جبکہ علامہ دوراں کا اصلی دارالعلوم تقلید شخصی کے باب میں کسی قسم کی لچک برداشت نہیں کرتا. (دلائل کی حاجت نہیں، عیاں را چہ بیاں)
(نوٹ: مذکورہ بالا نکتہ محض علامہ صاحب کی تحریر پر مبنی ہے اس فقیر کا ادعا نہیں)

4. باب عقائد میں ندوۃالعلماء ماتریدی اور اشعری کے ساتھ سلفی بھی ہے جبکہ علامہ صاحب کا اصلی دیوبند عقائد سلفیت سے کلیتاً بیزار ہے.
(نوٹ: یہ نکتہ بھی محض علامہ صاحب کی تحریر پر مبنی ہے اس فقیر کا ادعا نہیں)

قارئین سے درخواست:
مذکورہ بالا تحریر سے یہ بات واضح ہوچکی کہ سلمان ندوی صاحب حفظہ اللہ نہ تو دارالعلوم دیوبند کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی ندوۃالعلماء کے مسلک پر...علامہ موصوف کا اصلی اور نقلی دارالعلوم کا نظریہ محض مسلک دارالعلوم سے توحش و تنفر پیدا کرنے کی ایک سعی ہے حقیقت یہ ہے کہ موصوف کو اپنی بد اجتھادی منوانے کا شوق ہے... آنجناب کا ہدف اور مقصود یہ ہے کہ جس طرح وہ چلتے ہیں دنیا انکے ساتھ چلے جب کہ یہ ممکن نہیں. ہم نہ مسلم پرسنل لاء کو کمزور کر سکتے نہ دارالعلوم دیوبند کو، نہ ندوۃالعلماء کو، اور نہ ہی بابری مسجد کا سودا کرسکتے ہیں. اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں تو ادنی گستاخی کو روا نہیں سمجھتے یہی ندوۃالعلماء کا بھی مسلک ہے اور یہی دارالعلوم دیوبند کا مسلک ہے.

یہ چند سطریں صرف اس لیے لکھی ہیں تاکہ حضرت علامہ دوراں صاحب کی نرگسیت، پراگندہ ذہنی اور فارغ البالی کی بنا پر اٹھنے والی بے چین فکروں کا یک گونہ تجزیہ سامنے آجائے مقصود مناظرہ نہیں ہے اور نہ ہی جواب در جواب کا سلسلہ دراز کیا جائے گا.
علامہ موصوف اپنی اجتہادی خامہ فرسائی کے ذریعے اپنی نرگسیت زدہ طبیعت کو کھجلاتے رہیں اور اسکے نشے میں مست رہیں.

میرے محسن حضرت مولانا رابع صاحب دامت فیوضہم اور حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب دامت فیوضہم سے بصد احترام عرض ہے کہ مولانا موصوف کے مزاج میں توقف لانے کی سعی فرمائیں کہ یہ آپ کا سرمایہ خود کو ضائع کر لینے کے لئے کوئی بھی دقیقہ نہ چھوڑ رکھا.
وما توفیقی الا باللہ...

تاریخ 04/03/2019
فقیر ابوخنساء الحنفی
1-4-377 high groove apt مشیر اباد کاوادی گوڈا حیدرآباد.
فون: 8074502896(وہاٹساپ)

مولانا سلمان ندوی صاحب کے اصلی دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح کے مکتوب "بسلسلہ مودودیت" کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

محترما! میرا پہلے یہ خیال تھا کہ آپ کی تحریکِ اسلامی مسلمانوں کی علمی اور عملی، دُنیاوی اور دینی کمزوریوں اور اُن کے انتشارات کو دُور کرنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے تک ہی محدود ہے، اگرچہ طریقِ تنظیم میں اختلاف رائے ہو۔ اس لئے میں نے اس کے خلاف آواز اُٹھانا یا تحریر کرنا مناسب نہ سمجھا تھا اگرچہ افرادِ جماعت اور قائدِ جماعت کی طرف سے بسا اوقات ناشائستہ کلمات تقریراً اور تحریراً میں معلوم ہوئے۔ مگر ان سب سے چشم پوشی کرنا ہی انسب معلوم ہوا۔ مگر آج جبکہ میرے سامنے اطراف و جوانبِ ہندو پاکستان سے آنے والے مودودی صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گذر گیا ہے تو میں ان کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ ذیل نتیجہ پر پہنچنے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

ہمارا اجتماع انشاء اللہ ۱۰ر اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے کا اشتیاق تو بہت عرصہ سے ہے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط و کتابت بھی کی تھی لیکن بدقسمتی سے آپ اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اُس وقت کوئی وقت نہیں دے سکے۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کے ذریعہ وقت کے تعین کی خواہش کی تھی۔ لیکن اُس موقع پر بھی ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوسکی۔ بہر حال میں متعدد مسائل پر تبادلۂ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت

آپ کی تحریکِ اسلامی، خلافِ سلفِ صالحین، مثل معتزلہ، خوارج روافض، جہمیہ وغیرہ فرقِ قدیمہ اور مثل قادیانی، چکڑالوی، مشرقی، نیچری مہدوی، بہائی وغیرہ فرقِ جدیدہ ایک نیا اسلام بنانا چاہتی ہے اور اسی کی طرف لوگوں کو کھینچ رہی ہے۔ وہ ان اصول و عقائد و اعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہلِ سنّت والجماعت اور اسلافِ کرام کے خلاف ہیں۔

{ایک مکتوب میں کئی سوالات کے جواب ہیں، مودودی صاحب سے متعلق سوال یہ ہے}

سوال ۴: ملکی، قومی اور ملی مفاد کے پیشِ نظر جماعت مودودی کے کسی جائز مطالبہ میں تائید یا اشتراک ہونا چاہیئے یا کُلّی اجتناب ہو؟

جواب ۴:

(از حضرت شیخ الاسلام نوّر اللہ مرقدہٗ)

میں نے اس جماعت کے اصول و فروع کو بہت دیکھا۔ یہ ایک گمراہ اور گمراہ کنندہ جماعت ہے۔ اگر اس کا تعلق محض سیاسیات سے ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ مگر اس نے تو نفسِ مذہب اور طریقِ اہلِ سُنّت والجماعت میں نقص وابرام اور قطع و برید کر ڈالی اور بہت کر ڈالی۔ وہ ایک نیا فرقہ خلاف اہلِ سُنّت والجماعت بنا رہی ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ حکومت سے کسی ایسے مطالبہ کو لیکر کھڑی ہوتی ہے جو کہ صحیح اور شرعی ہے اور اس میں کوئی شائبہ باطل کا نہیں ہے تو اس کی تائید اور تقویت بقدرِ مطالبہ ہونی چاہیئے کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اینما وجدھا فھو احق بھا[1] (الحدیث)

---

[1] دانشمندی کی بات مؤمن کی گمشدہ دولت ہے جہاں وہ اس کو پالے تو اس کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہے

مگر اس طرح تائید نہ ہونی چاہیئے کہ اس جماعت میں شرکت معلوم ہو اور اس کی تقویت ہو جائے۔ صرف اس جائز اور مشروع مقصد کی تائید ہونی چاہیئے۔ واللہ اعلم والسلام (مکتوب ۹۹ جلد دوم ص ۳۰۵)

ننگِ اسلاف
حسین احمد غفرلہٗ
ٹانڈہ
۳ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

---

(۳)

{مکتوب بنام مولانا صبغۃ اللہ صاحب بختیاری دارالارشاد
علیم آباد رای چوٹی ضلع کڈپہ مدراس}

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج مبارک۔ منسلکہ والا نامہ شعبان میں آیا تھا۔ وہ زمانہ انتہائی عدیم الفرصتی کا تھا۔ مجھ کو اس زمانہ میں بعض امراض سے بھی

---

(۳) حضرت اقدس مخدومی و مطاعی مداللہ فیضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
یہ ناکارہ خلائق آوارہ بے علائق اب گذشتہ شعبان کے بعد سے اپنے ذہن کو یکسو کر لیا ہے اور بے شرط و بے تحفظ اپنے وجود کو حوالۂ خدا کرنے کا قصد کر لیا ہے۔ دربارِ عالی میں حاضری اور قدم بوسی کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تمام بزرگانِ سلسلہ کو واسطہ بنا کر درخواست کرتا ہوں، میرے بزرگانِ خاندان کی تمنائیں بھی یہی تھیں۔ کمترین خدام بارگاہِ حسینی (صبغۃ اللہ

ابتلاء واقع ہوا تھا۔ جواباً عرض ہے :-

میں مودودی صاحب اور ان کے لٹریچر اور اُن کی جماعت کو سخت گمراہ اور ضالّ اور مضلّ سمجھتا ہوں۔ مجھ کو جس قدر بھی اُن کی تصانیف دیکھنے کی نوبت آئی اُسی قدر میرا گمان متعلق عقیدہ بڑھتا گیا۔ اگر آپ کی توبہ صادق ہے تو اعلان فرمائیے اور اخباروں میں شائع کرا دیجئے کہ مَیں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو سخت ضالّ اور مضلّ سمجھتا ہوں اور اس لئے میں ان سے علیحدہ ہوتا ہوں مسلمانوں کو چاہئے کہ اس جماعت سے علیحدہ رہیں۔ ان کی تلبیسات میں نہ آئیں اور سلفِ صالحین کے متبع ہو کر احیاء شریعت حقہ اور اتباع سُنّت نبویہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سرگرم عمل رہیں۔ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ۔ والسلام (مکتوب ۱۲۰ جلد دوم ص ۳۴۷)

ننگِ اسلاف

حسین احمد غفرلہٗ

دیوبند۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

مولانا بختیاری کا اعلان بیزاری۔ مدینہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۳ء

مولانا سید صبغۃ اللہ بختیاری علاقہ آندھرا جنوبی ہند اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کو جماعتِ اسلامی کے نام سے جو مجموعۂ افراد کی تنظیم ہوئی تھی کوئی علاقہ نہیں رہا۔ بعض وجوہ کی بناء پر پہلے قلب ٹوٹ گیا پھر قالب الگ ہو چکا ہے۔ اور اس امر کا اعلان بھی کرتا ہے کہ قرآن و حدیث، فقہ تصوف ان علوم دینیہ اربعہ کے بغیر ہند میں تحریکِ اسلامی کا نام لینا مشکل ہے۔ اور چند خالی الذہن افراد احاد کا مہیا ہو جانا کافی نہیں جب تک کہ اصحاب تفقہ کا اجتماع نہ ہو جائے۔ تبلیغ دعوت و اصلاح کے اہم کام انجام نہیں پا سکتے۔ وَهُوَ الْمُوَفِّق

{مکتوب بنام جناب اقبال احمد خاں صاحب سہیل ایل، ایل، بی}

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج مبارک ۔ مجھ کو بعض ضروری گزارشات عرض کرنی ہیں مگر چونکہ عرصہ سے اعظم گڑھ حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اس لئے اب تک ان کے پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس مرتبہ رمضان شریف میں سخت بیمار ہو گیا تھا۔ جس کا اثر اب تک ہے اس لئے اس سفر میں حاضری سے محروم رہا۔ مجبوراً تحریر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ مدرسہ اصلاح سرائے میر سے مجھ کو جو کچھ قدیم سے تعلق ہے وہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے ۔ مدرسہ مذکور کے رُوح رواں مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ قرآن شریف کے مسلّم عالم تھے ۔اور ایک خاص فکر وخیال رکھتے تھے۔ ضرورت تھی کہ مدرسہ مذکور کے اساتذہ اور طلباء مولانا مرحوم کی زندگی کو اپناتے اور سلفِ صالحین اور اکابر اہلِ سُنّت والجماعت کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے مولانا مرحوم کے اصُول کے مُطابق علمی جدّوجہد جاری رکھتے۔ لیکن یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہے کہ اب اس مدرسہ میں مودودی جماعت کا زور ہے۔ جیساکہ جماعت کا آرگن زندگی رامپور مورخہ دسمبر وجنوری ۵۲-۵۳ء صفحہ ۱۰۲ سے ظاہر ہے ۔ ایسی صورت میں آپ جیسے اراکینِ مدرسہ کا فرض ہے کہ اس خیال کے لوگوں سے مدرسہ کو پاک فرمائیں۔ یا کم از کم یہ کریں کہ مدرسہ سے ان کے لٹریچروں اور

خیالات کی (جو کہ گمراہیوں سے بھرے ہوئے ہیں) نشر و اشاعت قطعًا نہ ہو
میں نے ان کو بغور دیکھا ہے۔ میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں یہ جماعت مسلمانوں
کے عقائد اور اصول کے لئے سخت مضر اور گمراہ کُن ہے۔ یہ رائے صرف میری
نہیں ہے بلکہ تمام علمائے دیوبند و سہارنپور و دہلی وغیرہ اسی نتیجہ پر ہیں۔ اگر
زندگی باقی ہے اور حاضری کا کوئی موقع ملا تو انشاءاللہ مزید توضیحات پیش
کروں گا۔ وَالسَّلَامُ

ننگِ اسلاف
حسین احمد غفرلہٗ
ٹانڈہ فیض آباد، ۴ر جولائی ۵۳ء

(مکتوب ۱۳۷ جلد دوم ص ۳۸۸ تا ص ۳۹۴)

۵

{مکتوب بنام مولانا عبد اللہ بستوی}

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
محترما! مودودی جماعت کے لٹریچر جن کی اشاعت کی جارہی ہے
وہ ایسے مضامین سے لبریز ہیں جو کہ ضلال سے پُر ہیں۔ گمراہی کے پھیلانے

---

(۵) سیدی و مطاعی و استاذی و مرشدی ادام اللہ فیضکم ونفعنا بہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
آج یکم ذیقعدہ بروز جمعہ گرامی نامہ دستیاب ہوا۔ بغور پڑھا۔ ایسے مکاتیب سے جو صدمات ہونے چاہئیں ہوئے، اور نہ جانے کب تک رہیں گے۔ اللّٰھم ارحمہ رحمۃ کاملۃ سرنامہ پر سلام اور نقش تسمیہ نہیں تھا۔ اخیر میں سلام کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے تھے

﴿۸﴾

{ایک سائل کے نام}

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

تمام اہلِ سُنّت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پہ متفق ہیں کہ جو شخص کلمہ طیبہ (اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ) صدق دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی متحقق ہوجاتا ہے اور جو شخص جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بتلائی ہوئی تمام یقینی باتوں (وحدانیت، رسالت، ملائکہ کتابہائے خداوندیہ، قیامت، تقدیر، ختم نبوّت وغیرہ قطعیات) کو دل سے مان لے

اور اقرار کرلے اس کا تفصیلی ایمان متحقق ہوجاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملّتِ اسلامیہ کا فرد بن جاتاہے۔ اعمال میں کوتاہی سے یہ ایمان و اسلام زائل نہیں ہوتا۔ اعمالِ ضروریہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتاہے کفر نہیں آتا۔ ہاں اگر ان امورِ ایمانیہ کا انکار وجحود پایا جائے تب بیشک استحقاقِ کفر ہوتاہے۔ اعمال خواہ کسی درجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ البتہ گمراہ فرقے خوارج معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمالِ مرضیہ کے ترک کرنے سے یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتاہے۔ آج ہندوستان بھر میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسی کی تعلیم اور تلقین کرتی ہے۔